OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 6 Issue 2 (April-June 2023)

برصغیر پاک وہند کی مثنویات میں نسائی معاشرت کی عکاسی: مومن خان مومن کا خصوصی مطالعہ

Reflections of Feminine Society in *Masnavis* of Subcontinent: A Special Study of *Momin Khan Momin*

Dr Hajan Sumaira Syeda
Department of Urdu, GCWU, Faisalabad/ Headmistress Govt Girls High School Old Chichwatni, Sahiwal
Dr. Parveen Akhtar Kallu
Associate Professor, Department of Urdu, GC University, Faisalabad
Dr. Saima Iqbal
Assistant Professor, Department of Urdu, GC University, Faisalabad

Abstract

This article studies the reflections of feminine society in *Masnavis* of *Momin Khan Momin*. It finds that Momin khan Momin was the important Manavi writer of his time. He was poet of love & beauty. Momin refreshed/revolutionized/recreated feminine culture of India with his Masnavies. Momin wrote total 12 Masnavies, 6 of them was about love. In these 6 Masnavies we observe the awareness, the feeling of feminine culture. In his Masnavies, Momin used feminine character to create attractive & interesting dialogues. In his every Masnavi, we see rival adversary competitor woman in her society.

Keywords: Subcontinent, Momin, Masnavi, reflections of Feminine society

تمہید

مومن خان مومن (1856ء۔۔۔1800ء) اپنے دور کے بہت اہم مثنوی نگار تھے۔ ان کا دائرہ اُردو غزل میں بہت وسیع ہے۔ مومن کا محبوب ایک ایسے طبقے سے تعلق رکھتا ہے جو دہلی کی نسائی معاشرت کی حقیقت پسندانہ عکاسی کرتا ہے مومن کی طبیعت میں تیکھاپن موجود ہے جس نے ان کی شاعری میں انفرادیت اور ندرت پیدا کر دی ہے۔ مومن کا محبوب زندہ اور بھرپور کردار ہے جو کہ دہلی کی عورت ہے اور محبت کے اس احساس کو بڑی چابک دستی اور خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے جس نسائی معاشرے کی عورت کو بیان کیا ہے وہ عاشقی کے تمام رکھ رکھاؤ سے واقف ہے۔ مومن کے مزاج میں رنگینی بیان کوٹ

CC BY

کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ان کا محبوب مومن کی شاعری کا مرکز ہے۔ مومن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کئی معاشقوں سے دوچار ہوئے لیکن کامیابی کسی میں نہ ہو سکی اس لیے ان کی شاعری میں درد اور کسک پائی جاتی ہے اس لیے اپنی عشقیہ ناکامیوں پر نوحہ کناں نظر آتے ہیں آخر اُن پر یہ راز افشا ہوتا ہے کہ عشق محض ایک سراب ہے دھوکہ ہے۔ اور لذت وصل کی کوئی حقیقت نہیں۔ ان سب کے باوجود ان کے کلام میں یاسیت وناامیدی نظر نہیں آتی۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی لکھتے ہیں:
"عشق کی مسلسل اور پیہم ناکامیوں نے ان کی شخصیت میں درد کو ضرور پیدا کیا۔ لیکن اس درد نے کبھی کرب کی صورت اختیار نہیں کی وہ زندگی سے برابر دلچسپی لیتے رہے اور اس طرح انھوں نے اپنے آپ کو ایک انسان ثابت کیا ان کے اقوال و افعال سے۔ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ متوازن انسان تھے۔"[1] مومن کا محبوب زندگی کی جولانی سے بھرپور انسان ہے وہ زندہ دل اور شوخی طبع ہے مومن نے نہ صرف اپنے محبوب کے ظاہری حسن کا ذکر کیا ہے بلکہ اُس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مومن نے اپنے محبوب کے لیے پردہ نشیں کی اصطلاح قائم کی ہے مومن کے پردہ نشین کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اُس کا محبوب سات پردوں میں چھپا بیٹھا ہے یا کوئی اور مخلوق ہے بلکہ مومن کے پردہ نشین کہنے سے مراد اس عہد کی مکمل عورت ہے مومن نے ہمیں ہندوستانی معاشرت کی وہ عورت دکھائی ہے جسے اُس نے پردہ نشیں کا لقب دیا ہے گو کہ مومن کا محبوب مثالی اور پردہ دار ہے۔

مثنویات مومن

مومن نے کل بارہ مثنویاں لکھیں جن میں سے چھ مثنویاں عشقیہ ہیں اور انھی چھ مثنویوں میں نسائی معاشرت کا شعور ہمیں نظر آتا ہے مومن نے ان مثنویوں میں اپنے ہی عشق کی داستان بیان کی ہے یہ عشق نو سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور بتیس سال کی عمر تک جاری رہتا ہے۔ مومن کی ہر مثنوی تاریخی نام سے شروع ہوتی ہے۔

مثنوی شکایت ستم

اس مثنوی میں مومن نے اپنے پہلے اور دوسرے عشق کو موضوع سخن بنایا ہے اُس وقت ان کی عمر نو سال تھی جب اُس ماہ رُخ کو دیکھا اور اس کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ اُس وقت وہ قرآن حفظ کر رہے تھے۔ جس کا ذکر انھوں نے مثنوی میں بھی کیا ہے۔ دو سال عیش ونشاط سے گزرے۔ لیکن آخر عشق کی بُو پھیلی ہر جگہ رسوائی وبدنامی ہوئی۔ ایک شام وہ مجھے شادی کی تقریب میں ملی۔ اُس کے بعد کبھی نہ مل سکی جدائی کے غم میں نڈھال ہو کر اللہ کو پیاری ہو گئی۔ یہ سنتے ہی میری حالت غیر ہو گئی۔ کئی دن بیمار رہنے کے بعد ایک شام لیٹے لیٹے خواب آیا کہ اس غم سے کیسے چھٹکارا ہو۔ جب آنکھ کھلی تو ایک ماہ جبین نے اپنی گود میں لیا ہوا تھا۔ اُس نے اپنی وفا کا یقین دلایا۔ پس پھر ملاقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک روز دونوں کو کسی نے دیکھ لیا اور سب کو جا کر بتا دیا گھر والوں نے لعن طعن کی۔ خیر پھر چھپ کے ملنے لگے۔ وہ ماہ روح ایک عورت کو بھیجتی۔ جب کوئی نہ ہوتا تو بلا لیتی ایک دن اشعار پڑھ رہا تھا کہ وہ عورت بلانے آئی اُس نے سمجھا کہ یہ کسی اور سے معاشقہ کر رہا ہے۔ اُس نے یہ ساری بات جا کر بتائی پس اُس کے بعد وہ مجھ سے کبھی نہ ملی۔ مثنوی کی ابتداء اس طرح کرتے ہیں۔

شغل طفلانہ دل کے پاس گئے
ہوش کے آتے ہی ہواس گئے
آہ درد زباں ولولہ تھی
نیم بسمل ہوئے یہ بسملہ تھی[2]

ان اشعار میں مومن اپنے کم سن ہونے کا بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ آگ دونوں طرف لگی ہے اگر اُس کا دل زخمی ہے۔ تو وہ ماہ رخ بھی سینہ فگار کیے بیٹھی ہے۔

ے دیکھتا کیا ہوں ایک زہرہ جبیں
جلوہ افروز ہے سر بالیں[3]

جب عشق کی جدائی کے ضعف سے باہر نکلتے ہیں تو اک ماہ جبیں کو اپنے پاس پاتے ہیں یہاں سے دوسرا معاشقہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب ان کے عشق کا پردہ ایک عورت آ کر چاک کرتی ہے۔

ایک حیالہ وان چلی آئی
اپنے سر پر بلا نئی لائی[4]

یہاں مومن عورتوں کی لگائی بجھائی کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ وہ عورت راز اپنے سینے میں نہ رکھ سکی جو کہ عورتوں کی مثل مشہور ہے کہ پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں۔ مومن عشقیہ ملاقات کا بیان اس اندازہ میں کرتے ہیں۔

دیکھتے ہی مجھے وہ گھبرائی
پاس گم کردہ ہوش و صبر آئی
لگی کہنے غضب کیا تو نے
مج کو رسوا پھر اب کیا تو نے[5]

عشق میں مبتلا ہونے کے باوجود شرم و حیا کا خوف جو کہ ہندوستانی معاشرت کا ایک اہم پہلو ہے اوپر والے اشعار میں اسے بیان کیا گیا ہے۔ بلائی کا نام جو کہ ہندوستانی معاشرے میں بطور دلالہ ہوتا تھا اُسے بیان کیا گیا ہے۔

ایک دن جو بلائی، بلانے آئی وہ
دن نہ تھا تھی شب جدائی وہ[6]
آکے بولی کوئی ہے تو بول
آج کیا بندوبست ہے در کھول[7]

مومن نے اس مثنوی میں عشق کی وہ سطح بیان کی ہے جس میں کسی قسم کی علویت موجود نہیں ہے اس مثنوی میں بار بار یا تو ہجر و وصال کا بیان ہے یا پھر ایک بڑھیا جو انھیں دیکھ لیتی ہے۔ اس سے مومن کی مراد عورتوں کا عورتوں کے بارے میں جلاپے کو واضح کرنا ہے۔ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ معاشرے میں عشق کو رسوا کرنے والی عورت ہی ہے جسے انھوں نے موردِ الزام ٹھہرایا اس مثنوی میں فنی لحاظ سے دلکش مکالمہ بازی کے ساتھ ساتھ اُس دور کی نسائی معاشرت کی جھلکیاں بھی پیش کی گئی ہے۔

مثنوی قصہ غم

اس مثنوی میں مومن ایک خوبرو جوان کا ذکر کرتا ہے جو اشعار کہنے کا مذاق رکھتا ہے اُسے ایک بے وفا سے عشق ہو جاتا ہے اس عشق میں گرفتار اُسے کئی برس گزر جاتے ہیں۔ سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے آخر ایک دن اُسے سیر کا خیال آتا ہے تاکہ دل کو تازگی عطا ہو۔ وہاں ایک نوجوان کو درخت کے نیچے بیٹھتے دیکھتا ہے جہاں وہ خود سے اپنے عشق کی داستاں بیان کر رہا ہے۔ اس داستان میں اُ سُس دور کی معاشرت کے تمام نمونے عیاں ہو جاتے ہیں۔ یہ مثنوی اپنے فنی لحاظ سے میر حسن کی مثنویوں سے میل کھاتی ہے اس میں دلکش اور دلفریب نسائی معاشرت کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ اپنے درد و غم کا بیان شاعرانہ انداز میں ملاحظہ ہو:

پھر ناوک درد دل شکن ہے
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے[8]

محبوب کے جور و جفا اور اُس کے ناز و ادا کو انوکھے انداز میں بیان کیا جا رہا ہے۔

وہ چین سے کاٹے اپنی اوقات
یاں دل کو ہوا اضطراب دن رات [9]

مومن اپنی مثنویوں میں محبت سے سرشار ہوتے ہوئے جنسی تلذر اور بے راہ روی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں جو کہ ان کو ابتذال کی طرف لے جاتا ہے اس مثنوی میں ایک مثال دیکھتے ہیں۔

اپنا جو کچھ ہو اور ارادہ
جی چاہا کچھ اس سے بھی زیادہ
پھر کیا ہی ادا سے کج ادائی
کس ناز سے کرنی ہاتھا پائی [10]

اس مثنوی میں عشق و محبت کا بیان اور پھر محبوب کے جور و جفا کو بڑی شد و مد سے بیان کیا گیا ہے اس مثنوی میں نسائی خاکے بھی بیان کیے گئے ہیں جس سے مثنوی میں دلکشی اور رعنائی کا عنصر بڑھ گیا ہے نسائی سراپا آپ اپنی مثال ہے جس کی وجہ سے مثنوی اُس دور کی مقبول ترین مثنویوں میں سے ایک بن گئی تھی۔

مثنوی قول غمگین

اس مثنوی میں مومن اُمتہ الفاطمہ بیگم تخلص صاحب سے عشق کا معاملہ بیان کرتے ہیں۔ شیفتہ نے بھی "گلشن بے خار" میں اسے صاحب جی کے نام سے لکھا ہے جو کہ مومن سے علاج معالجہ کرواتی تھیں اور پھر دونوں ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو گئے مومن کو اس عورت سے دلی تعلق تھا اس لیے اس مثنوی میں شدت جذبات کا اظہار سامنے آتا ہے اس مثنوی میں مومن درد و کرب میں مبتلا رہتے ہیں۔ قول غمگین مثنوی کے مطالعے سے دل کھرچنے والا اضطراب اور فراق کی شدت کا احساس رہتا ہے داستان کچھ یوں ہے کہ مومن ایک دفعہ بازار نکلے ایک غرفے کے پاس کھڑی عورت انھیں دیکھ کر مسکرائی پہلے تو وہ چپ چاپ چلے گئے بعد میں پتہ کیا کہ یہ مہ جبیں کون ہے آخر اُس لڑکی کے گھر تک جا پہنچے اور آنے بہانے اُن سے ملاقات ہونے لگی ایک دن وہیں بیٹھے تھے کسی نے کہا کہ مریض نے نبض دکھانی ہے جب مریض نے ہاتھ بڑھایا تو مومن پر عجیب سی رقت طاری ہو گئی اور بولے۔

ہے یہ بے چارہ تو آپ ہی بیمار
زردیٔ رخ سے عیاں ہے آزار
کوئی ناداں ہی کہے اس کو طبیب
درد میں خود ہے گرفتار غریب [11]

عشق کا تیر کاری لگا تھا اس لیے بولنے کے ہمت نہ رہی گھر آ کے ہوش جاتے رہے صبح اُٹھے اور اس پری رُخ کے گھر چلے گئے سب سو رہے تھے۔ جب لڑکی نے بدنامی و رسوائی کے خوف سے اُسے خط لکھا جو کہ ہندوستانی نسائی معاشرت کا ایک اہم پہلو ہے کہ عشق ہوتے ہی لڑکی بدنامی و رسوائی کے خوف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

ے کہ تمھاری بھی عجب ہیں حرکات
ایسے نادان کہ سمجھتے نہیں بات
کیا مناسب تھے یہ بیباک سخن
نامناسب تھے یہ بے باک سخن
حرکت اچھی نہیں بدنامی کی

یہی باتیں تو ہیں ناکامی کی
دل مشتاق تپاں ہے یاں بھی
زینت لب پہ فغاں ہے یاں بھی[12]

لڑکی اپنی بدنامی ورسوائی کا الزام اُسے ٹھہراتے ہوئے آخری شعر میں اظہار عشق بھی کر دیتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آگ دونوں طرف برابر لگی ہے۔ الغرض اس مثنوی کا اختتام بھی دنیا کے ڈر سے محبوب کا گوشہ نشینی اختیار کرنا اور بالآخر موت کو گلے لگانا ہے یہ مثنوی زہر عشق کے بہت قریب ہے جس میں جذبات کی شدت کو پُر زور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

مثنوی تفِ آتش

یہ مثنوی بھی مومن کی پچھلی مثنوی سے پیوستہ ہے۔ جس میں شاعر کسی شادی کی تقریب میں خود مختارِ کل ہوتا ہے تقریب کے انتظام انصرام میں مصروف ہوتا ہے کہ پردے کے پیچھے سے آواز آتی ہے جب شاعر اُدھر جاتا ہے تو ایک جھلک دکھلائی دیتی ہے اور پھر شام کو جلوہ دکھایا۔ اگلے دن رخصت ہوتے ہوئے وہ کہتی ہے کہ اب دوبارہ ملنا ممکن نہیں ہوگا۔

؎ پردے سے اک آواز خوش آئی
جس نے یہ چپ ہے لگائی[13]
یاں سے گئے پر ملنا مشکل
وصل جدائی کیا کیا مشکل[14]

شاعر کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ آخر اُس کے گھر کا پتا کروا کے وہاں پہنچتا ہے اور وہاں سے ایک مکروہ ذہن خادمہ نکلتی ہے جس کا دلچسپ حلیہ اس مثنوی میں مومن بیان کر رہے۔

اتنے میں نکلی گھر سے باہر
خادمہ مکروہ المنظر
تفرقہ لب چاک گریباں
رخ کی سیاہی شام غریباں
ڈائنوں کا وہ کھائے کلیجہ
دیو کا خود پھٹ جائے کلیجہ
بات میں وہ آواز مسلسل
صور کا جیسے نفخہء اول[15]

مومن اُسے محبت کا پیام دے بھیجتے ہیں۔ وہ واپس کڑوا سا جواب لے کر آجاتی ہے۔ جس سے وہ شرمندہ ہو کر واپس آجاتے ہیں۔

؎ واں سے جواب صاف ہی لائی
بات بنائی پر نہ بن آئی[16]

کچھ دن بعد وہ اُن کے کسی دوست کے گھر ملنے جاتی ہے شاعر اپنا قاصد اُس کی طرف بھیجتے ہیں جو اُس کا حال دل بیان کرتا ہے لیکن آگے سے وہی ٹکا سا جواب ملتا ہے۔

وہ نہیں اپنی چاہ کے لائق
اب ہو نہ کسی بدنام کے عاشق

مرتے ہیں تو مر جائیں بلا سے
چاہتی ہوں میں یہ تو خدا سے [17]

بس اس کے بعد کیا ہونا تھا کام عاشق کا حال جو اس دل پہ گزری اُسے یوں بیان کرتے ہیں۔

سنتے ہی یہ مر جائے تو کیا ہو
خون ہے مومن کا نہ برا ہو [18]

اس مثنوی میں عورت کی بے وفائی اور بدنامی ورسوائی کے ڈر سے عشق سے منہ موڑ لینا جو کہ نسائی معاشرے کا اہم پہلو ہے اسے بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔

مثنوی حنین مغموم

یہ مثنوی "تف ِ آتش" سے پیوستہ ہے وہی معشوقہ جس نے جواب دے دیا تھا۔ اب امید بر آئی اور جب ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا تو مومن کو اندازہ ہوا کہ جس کا سراپا بیان کر رہے تھے وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ اس کا اظہار اس انداز میں کرتے ہیں۔

ے تفرقہ اتنا کہ بہر ربط ہم
شکل خط منحنی وپشت خم
اس کی جو خوبی تھی سو معیوب تھی
سینہ صافی کتنی نامرغوب تھی
بد نما تر موئے چینی سے کمر
منفعل باریک بینی سے کمر
کیجیے ایسے قلق کی گفتگو
سامعین کا جی نہ گھبرائے کبھو [19]

ان کی اس مثنوی سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح اندر کا خبث حسن میں بدصورتی کا رنگ بھر دیتا ہے مومن کی یہ مثنوی اس لحاظ سے دوسری مثنویوں سے بالکل مختلف ہے۔ مومن کے نئے عشق کا آغاز اس کے بعد ہوتا ہے مومن ایک دفعہ اُس جگہ اکٹھے ہوتے ہیں جہاں بہت سی نازنینیں جمع تھیں۔ وہاں ایک نازنین پہ دل آگیا۔ اُس سے راز و نیاز کی باتیں ہونے لگیں۔ خط لکھا جس میں مومن نے اپنی پچھلی محبوبہ کا ذکر کیا جس کی وجہ سے بدنام ہوئے تھے۔ جواب میں اُس نے بھی رقابت والے انداز میں پوچھا اُس میں ایسی کیا بات ہے۔

ے گاہ وہ نالائقی پر طعنہ زن
عیب جوئے حسن معشوق کہن [20]

مومن نے اُسے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ سراسر دھوکہ تھا۔ خیر دونوں میں ملاقاتیں ہونی لگی۔ اور بوسہ وکنار سے وہ لطف اندوز ہونے لگے۔ ایک دن وہی پرانی محبوبہ جسے مومن نے مثنوی کے شروع میں بدبلا کہا ہے وہ اُس کے گھر آگئی۔ اُس کے گھر دو دن مہمان رہی اور مومن کے خلاف کان بھر گئی۔ جس کی وجہ سے مومن کی محبوبہ اُس سے دور ہوگئی۔

ے بھر دیے کان اُس سراپا ناز کے
خاک منہ میں تفرقہ انداز کے [21]

اس طرح اس عشق کا بھی اختتام ہوا مومن نے اس میں عورت کے روایتی کردار کو بھی اپنی مثنوی کا حصہ بنایا ہے۔ عورت کی دوسری عورت سے رقابت جو عشقیہ معاملات میں پیش آتی ہے۔ نسائی رقابت کی بہترین ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

مثنوی آہ وازری مظلوم

اس مثنوی میں مومن آغاز میں محبوب کا دل موم کرنے کے دعائیں کر رہا ہے۔ پھر ایک حکایت سناتا ہے کہ ایک نوجوان کسی حسینہ کے عشق میں مبتلا تھا کئی برس گزر گئے لوگوں نے اس کی محبوبہ کسی اور عورت کو سمجھا اور اُسے بدنام کیا جب اُس حسینہ تک اس کی خادمہ نے یہ خبر پہنچائی کہ فلاں عاشق تجھ سے عشق کرتا ہے تو اُس حسینہ نے کہا کہ اُس سے ملنے کی تدبیر کی جائے۔

ے کوئی تدبیر لے تو ہی بتا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے[22]
پری سے ہو سکے دیوانگی کیا
نکالے پاؤں مجھ سے خانگی کیا[23]

آخر خادمہ اُس عاشق کو حسینہ کے گھر لے آئی اُس حسینہ نے دنیا کی خوبصورت لڑکیوں کی تصویریں آئینے میں لگا دیں اور بیچ میں اپنی تصویر بھی لگا دی۔ جب اُس لڑکے نے اُن تصویروں کی طرف دیکھا تو ایک تصویر کو اٹھا کر اُسے گلے لگا لیا اور رونے لگا اس ا پر اُس نے اُسے بوالہوس ہونے کا طعنہ دیا۔

ے یہ حالت دیکھ کر، سمجھی وہ عیار
کہ ہے یہ بوالہوس نے عاشق زار[24]

اُس لڑکے نے بتایا کہ میں حقیقت میں اسی کا عاشق ہوں۔ اُس عورت نے کہا کہ وہ جس سے تم عشق کرتے ہو وہ بد بلا ہے کسی کی نہیں سنتی۔

ے خبر لے اپنی کیوں سودا ہوا ہے
کہ وہ لیلی شمائل بد بلا ہے[25]

آخر وہ اُس کی گلی پہنچا وہاں اُس کی خادمہ کو پیام محبت دیا اُس کی خادمہ نے کہا کہ وہ بہت سنگ دل ہے میں تمھارا پیام کسی طرح پہنچاتی ہوں۔

ہزاروں نیم بسمل جستجو میں
ہزاروں مر گئے اس آرزو میں[26]

جب اُس نے خادمہ کی بات سنی تو کہا کہ وہ موا کسی اور سے عشق کرتا ہے اور مجھے بیوقوف بناتا ہے۔ وہاں سے جواب ملنے پر وہ لڑکا دوبارہ صحرا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُس نے سوچا کہ صحرا میں مرنے سے بہتر ہے میں اُسی کے گلی کوچے میں جان دے دوں ابھی وہ شہر پہنچا تھا کہ اُس کی روح پرواز کر گئی۔ ادھر اُسی حسینہ کو رات خواب میں وہ لڑکا آیا وہ اُسے ملنے کے لیے آگے بڑھی لیکن ایک آدمی نے آگے بڑھ کر کہا یہ فردوس ہے۔ تم جیسی مکر وہ عورت کا یہاں کیا کام۔ وہ لڑکا یہ سن کر آگے بڑھا کہ میری مصاحب ہے۔ اور اُسے گلے لگا لیا۔ اتنے میں اُس کی آنکھ کھلی وہ فوراً اُس لڑکے کے گھر جا پہنچی جہاں اُسے اُس کی موت کی خبر ملی وہ اُس لڑکے کی قبر پر گئی اور زار و قطار رونے لگی۔ اس مثنوی میں مومن نے حکایت بیان کر کے یہ بھی بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر ان کی معشوقائیں ان کی بات نہیں مانیں گی تو دوزخ ان کا بھی مقدر بن سکتی ہے۔ اچانک زلزلہ آیا قبر شق ہوئی اور لڑکی کی روح پرواز کر گئی اور وہ لڑکے کی قبر میں اُسے کے گلے جا ملی اور قبر بند ہو گئی۔ یہ مثنوی دکنی مثنویات کی پرتو نظر آتی ہے اور "چندر بدن مہیار" سے مطابقت رکھتی ہے۔

خلاصۂ بحث

مومن کی تمام مثنویوں میں مرکزی کردار وہ خود ہی ہے جس سے ان کی اپنی ذات اور معاشرت کے خدوخال بھی واضح ہوتے ہیں۔ مومن کی مثنویاں عشقیہ ہونے کے وجہ سے ان کی داخلیت خود در آئی ہے مومن نے ان مثنویات میں نسائی کرداروں سے بڑی دلکش اور دلچسپ مکالمہ بازی کروائی ہے اور اس میں نہ صرف حسین عورتوں کے سراپا کو باندھا ہے بلکہ بد صورت عورتوں کو بھی بڑے دلچسپ اور سنسنی خیز انداز میں پیش کیا ہے۔ نسائی معاشرت کی جھلکیاں ان کی مثنویوں میں جابجا نظر آتی ہیں۔ ان کی ہر مثنوی میں رقیب عورت کا کردار سامنے آتا ہے جو نسائی معاشرت کا ایک اہم پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ مومن نہ صرف ان رقیبوں کے سراپا کو ڈائن کی شکل میں پیش کرتے ہیں بلکہ ایک مثنوی میں وہ اپنے محبوب کو بھی بد بلا کا نام دے کر اُس کا سراپا بڑے دلچسپ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے مومن کی یہ مثنوی انفرادی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے نسائی شرم وحیا اور ناز و انداز کی مومن نے بڑے خوبصورت انداز میں تصویر کشی کی ہے، جس سے ان کی مثنویاں اُردو ادب میں اپنا نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

References

[1] Dr. Ibadat Barelvi, *Momin aur Mutala'-e-Momin* (Karachi: Urdu Dunyā, 1961), 113.
[2] Momin Khan Momin, *Kulliyāt-e-Momin* (Lucknow: Nawal Kashor, n.d), 262.
[3] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 220.
[4] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 220.
[5] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 282.
[6] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 285.
[7] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 286
[8] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 289.
[9] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 291.
[10] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 305.
[11] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 340.
[12] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 345.
[13] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 346.
[14] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 343.
[15] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 345.
[16] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 346.
[17] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 348.
[18] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 348.
[19] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 365.
[20] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 370.
[21] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 376.
[22] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 389.
[23] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 388.
[24] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 391.
[25] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 392.
[26] Momin, *Kulliyāt-e-Momin,* 392.